بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الاعراف

(۴)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ اَصۡحٰبَ النَّارِ اَنۡ قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلۡ وَجَدۡتُّمۡ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمۡ حَقًّا قَالُوۡا نَعَمۡ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ لَّعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا

جنت کے لوگ (اِس موقع پر) دوزخ والوں کو پکار کر پوچھیں گے کہ ہم نے تو اُس وعدے کو بالکل سچا پایا جو ہمارے پروردگار نے ہم سے کیا تھا، کیا تم نے بھی اُس وعدے کو سچا پایا جو تمھارے پروردگار نے (تم سے) کیا تھا[۳۵۷]؟ وہ جواب دیں گے: ہاں۔ پھر ایک پکارنے والا اُن کے درمیان پکارے گا کہ خدا کی لعنت اِن ظالموں پر ـــــ (فرمایا): اِن پر جو (آج) اللہ کی راہ سے روکتے[۳۵۸] اور اُس میں کجی پیدا

۳۵۷؎ یہ سوال تفضیح کے لیے ہے۔ آگے اِس کا جواب نقل ہوا ہے۔ وہ بھی، اگر غور کیجیے تو مجرموں کا آخری اعتراف ہے جس کے بعد اُن کے اور اُن کی سزا کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں رہ جائے گی۔ جنت اور دوزخ کے لوگوں میں اِس سوال و جواب سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہاں پہنچ کر انسان کی قوتوں اور صلاحیتوں میں کیا انقلاب برپا ہو جائے گا کہ لوگ جب چاہیں گے اور جہاں سے چاہیں گے، ایک دوسرے کو مخاطب کر لیں گے۔

۳۵۸؎ اصل میں لفظ 'يَصُدُّوۡنَ' آیا ہے۔ یہ لازم اور متعدی، دونوں معنوں میں آتا ہے۔ ترجیح کا قرینہ نہ ہو تو

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٥﴾

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّام بِسِيْمٰهُمْ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ

کرنا چاہتے ہیں[۳۵۹] اور آخرت کے منکر ہیں[۳۶۰]۔ ۴۴-۴۵

اِن دونوں گروہوں کے درمیان پردے کی دیوار ہوگی[۳۶۱] اور دیوار کی برجیوں پر کچھ نمایاں اور ممتاز لوگ ہوں گے[۳۶۲] جو ہر ایک کو اُس کی علامت[۳۶۳] سے پہچانیں گے اور جنت کے لوگوں کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو ـــــ یہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے، مگر امیدوار ہوں گے (کہ داخل ہو جائیں

اِسے متعدی مفہوم میں لینا چاہیے، اِس لیے کہ متعدی لازم کو بھی شامل ہو جاتا ہے۔

۳۵۹؎ قرآن کے نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ توحید کی صراطِ مستقیم میں کجی پیدا کر کے شرک کی پگ ڈنڈیاں نکالنے کی تعبیر ہے۔

۳۶۰؎ ’اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ‘ سے یہاں تک یہ پورا ٹکڑا منادی کے اعلان کا حصہ نہیں ہے۔ اُس کا اعلان آیت میں ’الظّٰلِمِيْنَ‘ پر ختم ہو گیا ہے۔ اُس کے بعد یہ ٹکڑا اللہ تعالیٰ کی طرف بطور تضمین ہے جس نے کلام کو بالکل مطابق حال کر دیا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”...اِس تضمین سے گویا یہ وضاحت ہو گئی کہ ظالمین سے مراد کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا کہ وہی لوگ جو آج اللہ کی راہ سے لوگوں کو روک رہے ہیں، جو اُس میں کجی پیدا کرنے کے لیے ساعی ہیں اور آخرت کے منکر ہیں۔ اِس وضاحت کے بعد آخرت میں ہونے والی منادی وقت کے قریش پر ٹھیک اِس طرح چسپاں ہو گئی، گویا جامۂ بود کہ بر قامت او دوختہ بود۔“ (تدبر قرآن ۳/ ۲۶۵)

۳۶۱؎ اصل میں لفظ ’حِجَاب‘ استعمال ہوا ہے۔ اِس سے مراد وہ دیوار ہے جو دوزخ اور جنت کے درمیان کھڑی کر دی جائے گی۔ سورۂ حدید (۵۷) کی آیت ۱۳ میں اِس کا ذکر ہے۔

۳۶۲؎ آیت کے الفاظ ہیں: ’وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ‘۔ لفظ ’اَعْرَاف‘ کے معنی بلندیوں کے ہیں۔ قرینہ دلیل ہے کہ یہاں یہ اُن برجیوں اور دیدبانوں کے لیے آیا ہے جو اطراف و جوانب کو دیکھنے کے لیے اُس دیوار پر بنی ہوں گی جو دوزخ اور جنت کے درمیان کھڑی کی جائے گی۔ لفظ ’رِجَال‘ جب اِس طریقے سے آتا ہے، جس طرح

اَبۡصَارُهُمۡ تِلۡقَآءَ اَصۡحٰبِ النَّارِ قَالُوۡا رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۴۷﴾
وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ رِجَالًا یَّعۡرِفُوۡنَهُمۡ بِسِیۡمٰهُمۡ قَالُوۡا مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡكُمۡ

گے[۳۶۴])۔ اُن کی نگاہیں جب دوزخ والوں کی طرف پھیری جائیں گی تو[۳۶۵] (بے اختیار) کہیں گے: پروردگار، ہمیں اِن ظالموں کا ساتھی نہ بنانا[۳۶۶]۔ (اِس کے بعد) یہ برجیوں والے (دوزخ کے) کچھ نمایاں لوگوں[۳۶۷] کو پکاریں گے، جنھیں یہ اُن کی علامت سے پہچانتے ہوں گے۔ یہ (اُن سے) کہیں گے: کیا کام

یہاں آیا ہے تو اِس سے نمایاں اور ممتاز شخصیتیں مراد ہوتی ہیں۔ یہاں اِس سے امتوں کے رجال مراد ہیں جو دنیا میں حق کے علم بردار اور خیر کے داعی بن کر کھڑے ہوئے۔

۳۶۳؎ یعنی اُس علامت سے جو لوگوں کے اعمال کے اثرات سے اُن کے چہروں پر نمایاں ہو جائے گی۔ روایتوں میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو وضو کے آثار سے پہچانیں گے، جن سے اُن کی پیشانیاں اور چہرے چمک رہے ہوں گے۔* اِس نوعیت کے بعض اشارات قرآن میں بھی ہیں۔

۳۶۴؎ یہ الفاظ اُن کی ذہنی کیفیت کے لحاظ سے استعمال ہوئے ہیں کہ یہ سارا اعزاز و اکرام دیکھنے کے باوجود اپنی تواضع اور فروتنی کے سبب سے وہ یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ پروردگار کا فیصلہ جب تک صادر نہیں ہو جاتا، اُس کی رحمت کی امید ہی کی جا سکتی ہے۔

۳۶۵؎ آیت کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ جنت کے نظارے میں اُن کی محویت کو دیکھ کر اُنھیں توجہ دلائی جائے گی کہ ذرا ایک نظر اِن اہل دوزخ پر بھی ڈال لیجیے۔ یہ امر ملحوظ رہے کہ جنت اور دوزخ کا یہ مشاہدہ اُنھیں اِس لیے کرایا جائے گا کہ حق و باطل، دونوں کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور اہل حق کو بشارت دیں اور حق کے دشمنوں کی فضیحت کے لیے اُن کو سرزنش کریں۔

۳۶۶؎ یہ تعوذ کے الفاظ ہیں جو دوزخ والوں پر نظر پڑتے ہی بے اختیار اُن کی زبان سے نکلیں گے۔ اِن سے جہنم کے مناظر کی ہول ناکی بھی ظاہر ہوتی ہے اور وہ کمال خشیت بھی جس کے ساتھ وہ اِن مناظر کو دیکھ رہے ہوں گے۔

۳۶۷؎ یہاں بھی اصل میں وہی لفظ 'رِجَال' ہے جس کے بارے میں ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ یہ جب اِس طریقے سے آتا ہے، جس طرح اِن آیتوں میں آیا ہے تو اِس سے کسی گروہ یا جماعت کے بڑے اور نمایاں لوگ مراد

*مسلم، رقم ۵۰۳۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

جَمۡعُکُمۡ وَمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِیۡنَ اَقۡسَمۡتُمۡ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ
بِرَحۡمَةٍ اُدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡکُمۡ وَلَآ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ ﴿۴۹﴾
وَنَادٰٓی اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ اَنۡ اَفِیۡضُوۡا عَلَیۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا
رَزَقَکُمُ اللّٰهُ قَالُوۡٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَهُمۡ
لَهۡوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتۡهُمُ الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا فَالۡیَوۡمَ نَنۡسٰهُمۡ کَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ یَوۡمِهِمۡ هٰذَا

آئے تمھارے جتھے اور تمھارا وہ تکبر جو تم کیا کرتے تھے! (ذرا جنت کی طرف دیکھو)، کیا یہی ہیں وہ لوگ جن کے بارے میں تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ یہ کبھی اللہ کی رحمت کے مستحق نہیں ہو سکتے[۳۶۸]؟ (جنت کے لوگو)، تم (اپنی اِس) جنت میں داخل رہو[۳۶۹]، اب نہ تمھارے لیے کوئی خوف ہے اور نہ تم کبھی غم زدہ ہو گے۔ ۴۶-۴۹

اہل جنت کو (دیکھ کر) یہ دوزخ والے آواز دیں گے کہ (اپنے ہاں کا) کچھ پانی یا کچھ روزی جو اللہ نے تمھیں عطا فرمائی ہے، ہمیں بھی عنایت کرو۔ وہ جواب دیں گے کہ اللہ نے یہ دونوں چیزیں منکروں کے لیے حرام کر رکھی ہیں[۳۷۰] ــــــ (فرمایا)[۳۷۱]: اُن کے لیے جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا اور جنھیں

ہوتے ہیں۔ آگے وضاحت ہے کہ اِن کی علامتیں اِنھیں دوسروں سے ممتاز کر دیں گی، لہٰذا پہچانے جائیں گے کہ یہ فرعون ہے، یہ ابوجہل اور ابولہب ہے اور یہ فلاں اور فلاں ہے۔

۳۶۸؎ قرآن میں کئی جگہ بیان ہوا ہے کہ انبیا علیہم السلام کے منکرین نے اُن کے پیرووں کو اُن کی غریبی اور کمزوری کے سبب سے بالعموم اِسی نظر سے دیکھا اور اُن کے بارے میں اِسی اعتماد سے دعوے کیے ہیں کہ جنھیں خدا نے دنیا میں کچھ نہیں دیا، وہ آخرت میں اُس کی رحمتوں کے مستحق کیسے ہو سکتے ہیں۔

۳۶۹؎ اصل میں لفظ 'اُدۡخُلُوۡا' آیا ہے۔ یہ اپنے ابتدائی معنی میں نہیں، بلکہ تمکن و استمرار کے مفہوم میں ہے۔ سورۂ یوسف کی آیت 'اُدۡخُلُوۡا مِصۡرَ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیۡنَ'* میں بھی یہی مفہوم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا نے تمھیں جنت سے سرفراز فرمایا ہے، تم اِس میں سرفراز رہو، تمھارے لیے اب نعمت ہی نعمت ہے۔

---

*یوسف ۱۲: ۹۹۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿٥١﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى
وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ

دنیا کی زندگی نے دھوکے میں مبتلا کیے رکھا۔[۳۷۲] سو آج ہم اُنھیں اُسی طرح بھلا دیں گے،[۳۷۳] جس طرح وہ اپنے اِس دن کی ملاقات کو بھولے رہے اور جس طرح وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے[۳۷۴] ــــــ (اِس[۳۷۵] وقت، اے پیغمبر)، ہم (تیری قوم کے) اِن لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں، جس کی تفصیل ہم نے علم قطعی کی بنیاد پر کی ہے،[۳۷۶] اُن کے لیے ہدایت و رحمت بنا کر جو ایمان لائیں۔[۳۷۷] کیا یہ اِسی

۳۷۰؎ مطلب یہ ہے کہ اُنھیں حتمی طور پر اِن سے محروم رکھنے کا فیصلہ کر دیا ہے، اِس لیے یہ نعمتیں نہ اُن کو پہنچ سکتی اور نہ وہ کسی طرح اِنھیں پا سکتے ہیں۔

۳۷۱؎ یہاں سے آگے پھر ایک تضمین ہے۔ قریش کی تنبیہ کے لیے اہل جنت کے جواب کے ساتھ ملا کر اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرما دی ہے کہ منکرین سے کون لوگ مراد ہیں۔

۳۷۲؎ یہ وجہ بیان ہوئی ہے کہ اُنھوں نے اِس طرح کا لاابالیانہ طرزعمل کیوں اختیار کیا۔ فرمایا: اِس لیے کہ دنیا میں عیش اور آزادی کے ساتھ جینے کی جو مہلت اُنھیں دی گئی، وہی اُنھیں دھوکے میں ڈالنے کا باعث بن گئی اور اُنھوں نے خیال کیا کہ دنیا بس اِسی لیے پیدا ہوئی ہے کہ بابر بہ عیش کوش۔

۳۷۳؎ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو بھولتا نہیں، چنانچہ لازم مقصود ہے، یعنی نظرانداز کر دیں گے۔

۳۷۴؎ اصل الفاظ ہیں: 'مَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ'۔ پچھلے جملے پر عطف نے اِس فقرے میں 'کما کانوا' کا مفہوم پیدا کر دیا ہے۔ ہم نے ترجمہ اِسی کے لحاظ سے کیا ہے۔

۳۷۵؎ یہاں سے آگے روے سخن قریش کی طرف ہے۔ یہ انذار کی سورہ ہے اور اِس کے مخاطب بھی وہی ہیں، اِس لیے کلام بار بار اُن کی طرف لوٹتا ہے۔

۳۷۶؎ یعنی ایسے علم کی بنیاد پر جو ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے اور بالکل اٹل ہے۔ آیت میں اِس کے لیے لفظ 'عِلْم' آیا ہے جس کی تنکیر تفخیم شان کے لیے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کی صورت میں ایک ایسی کتاب اِن کے پاس آئی ہے جس میں ہم نے اپنے علم قطعی کی روشنی میں اُن تمام امور کی تفصیل کر دی ہے جن کو ماننا اور جن پر عمل کرنا آخرت کی کامیابی کے لیے ضروری ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

الَّذِیۡنَ نَسُوۡہُ مِنۡ قَبۡلُ قَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ فَھَلۡ لَّنَا مِنۡ شُفَعَآءَ فَیَشۡفَعُوۡا لَنَآ اَوۡ نُرَدُّ فَنَعۡمَلَ غَیۡرَ الَّذِیۡ کُنَّا نَعۡمَلُ قَدۡ خَسِرُوۡٓا اَنۡفُسَھُمۡ وَضَلَّ عَنۡھُمۡ مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۵۳﴾

کے منتظر ہیں کہ (جس چیز کی خبر دی جا رہی ہے)، اُس کی حقیقت سامنے آ جائے۔ جس دن اُس کی حقیقت سامنے آ جائے گی تو یہی لوگ جنھوں نے اِس سے پہلے اُسے نظر انداز کر دیا تھا، کہیں گے کہ بے شک، ہمارے پروردگار کے بھیجے ہوئے پیغمبر بالکل سچی بات لے کر آئے تھے۔ پھر کیا ہیں کوئی ہمارے سفارشی کہ ہمارے حق میں سفارش کر دیں یا (ہے کوئی صورت کہ) ہمیں لوٹا دیا جائے کہ ہم اُس کے خلاف عمل کریں جو پہلے کرتے رہے ہیں!! (افسوس)، اِن لوگوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال لیا اور جو کچھ افترا یہ کرتے رہے ہے[۳۷۸]، وہ سب اِن سے جاتے رہے۔ ۵۰-۵۳

۳۷۷۔ اصل الفاظ ہیں: 'ھُدًی وَّرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ'۔ اِن میں فعل ارادۂ فعل کے معنی میں ہے، یعنی جو ماننا چاہیں، اُن کے لیے دنیا میں ہدایت اور نتیجے کے طور پر آخرت میں رحمت بنا کر۔

۳۷۸۔ یعنی خدا پر جھوٹ باندھ کر اُس کے شریک ٹھیراتے اور اپنی طرف سے بدعتیں ایجاد کرتے رہے۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org